نمبر ۳۵ | ۲۷ جمادی الاوّل ۱۳۵۲ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت میرزا شریف احمد صاحب کو مالیر کوٹلہ سے اطلاع پہونچی ہے کہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ اگرچہ اب نسبتاً افاقہ ہے۔ مگر نقاہت کے ازالہ اور کامل شفایابی کے لئے احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے :۔

احمدیہ ٹریننگ کور کے نوجوان ۱۷ ستمبر کو کیمپنگ کی غرض سے ایک ہفتہ کے لئے دریائے بیاس پر گئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے کارکنان کے متعلق بھی تجویز ہے۔ کہ وہ ۲۰ ستمبر کو دو روز کے لئے وہاں جائیں :۔

۱۷ ستمبر۔ مولوی محمد شریف صاحب۔ اور ملک محمد عبد اللہ صاحب بسلسلۂ تبلیغ چمبہ روانہ کئے گئے :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جماعت احمدیہ کے متعلق خدا تعالےٰ کے وعدے

(فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء)

فرمایا:۔ کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا۔ ۲۰-۲۵ دن رات تو میں سویا بھی نہیں۔ آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی۔ تو یہ فقرہ الہام ہوا:۔ "خدا خوش ہو گیا"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے۔ کہ اس ابتلا میں میں پورا اترا ہوں۔ اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تو پورا اترا۔ اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے۔ جس پر کوئی پچاس ساٹھ سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے اس کو پڑھا ہے۔ مگر اس میں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے۔ کہ یا عبد اللّٰہ انی معک یعنی اے خدا کے بندے۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ گویا خدا کو دیکھ لیا۔ دیکھو ہمارے ساتھ تو خدا کے یہ معاملے ہیں۔ اور یہ مخالف ہیں جو ہماری ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اگر خدا کو اپنے دین کا بیڑا غرق کر دینا منظور ہے۔ تو جو چاہے سو کرے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ مگر یہاں تو اس نے بڑے بڑے وعدے دیئے ہوئے ہیں۔ ایک طرف خدا تو یہ فرماتا ہے:۔

"ولك نری اٰیات ونھدم ما یعمرون۔ ادیحك ولا اجیحك واخرج منك قوما۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلك درّ لا یضاع لك درجۃ فی السّماء و فی الذین ھم یبصرون۔"

(یعنی میں تجھے آرام دوں گا۔ اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا۔ اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔ اور تیرے لیے ہم بڑے بڑے نشان دکھلا دیں گے۔ اور ہم ان عمارتوں کو ڈھا دیں گے۔ جو بنائی جاتی ہیں۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے۔ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے اور نیز ان لوگوں کی نگاہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں)۔"

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء)

اخبار احمدیہ

طلباء کو ضروری اطلاع

مقامی سکولز موسمی تعطیلات کے بعد ۲۳ ستمبر کو کھلیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ طلباء کو چاہیئے۔ کہ ۲۲ ستمبر تک قادیان پہونچ جائیں۔ دور کے علاقوں کے طلباء کو بروقت پہونچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ پڑھائی کا حرج نہ ہو۔

احمدیہ ہوسٹل لاہور کے متعلق اطلاع

احمدیہ ہوسٹل لاہور یکم اکتوبر سے ۳۶۔ ایمپریس روڈ پر کھلے گا۔ ہوسٹل میں جگہ لینے والے طلبا کو چاہیئے۔ کہ سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل کے نام داخلہ کی درخواستیں ہوسٹل کھلنے سے پہلے بھجوا دیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ریاست بہاولپور میں ایک احمدی کو اعزاز

چوہدری محمد بخش صاحب المعروف باوا۔ احمدی نمبردار ساکن چک نمبر ۱۱۲ مرالہ ریاست بہاولپور جو ایک مخلص اور پرانے احمدی ہیں۔ ان کی حسن کارگزاری کی بناء پر انہیں دربار بہاولپور سے کرسی نشینی کا اعزاز عطا ہوا ہے۔ ہم اس اعزاز پر چوہدری صاحب موصوف کو مبارکباد کہتے ہیں۔

ایک احمدی نوجوان کی کامیابی

راجہ محمد اسلم صاحب متعلم گورنمنٹ کالج لاہور نے امسال انٹ۔ اے کے امتحان میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اعلےٰ نمبر درجہ کامیابی حاصل کر کے یونیورسٹی سے بی۔ اے کے آخری سال تک کے لئے ۲۶ روپے ماہوار وظیفہ حاصل کیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم اس کامیابی کو مبارک کرے۔ خاکسار ملک مبارک احمد خاں امین آبادی۔

ضروری اطلاع

میں افریقہ سے رخصت حاصل کر کے اپنے والد ماجد شیخ فتح محمد صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ لیکن وہ ان دنوں مفقود الخبر ہیں۔ اگر یہ سطور ان کی نظر سے گزریں۔ تو وہ فوراً تشریف لے آئیں۔ یا اپنے پتہ سے مجھے مطلع کریں۔ اگر کسی دوست کو ان کے متعلق کوئی علم ہو۔ تو مجھے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار صالح محمد از قادیان۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب لنڈن پہنچ گئے

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں:۔

آج صبح مجھے مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد کا تار لنڈن سے موصول ہوا ہے۔ جو وہاں سے ۱۶ ستمبر کی شام کو چلا ہے۔ کہ عزیز مظفر احمد خدا کے فضل سے بخیریت پہنچ گیا ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ میں ان تمام بزرگان و احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے عزیز مظفر احمد کیلئے دعائیں کی ہیں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ آئندہ بھی اسے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقط والسلام۔ خاکسار مرزا بشیر احمد۔ قادیان (۱۷ / ۹ / ۳۳)

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری اعلان

۲۲ اکتوبر کا دن تبلیغ کیلئے مقرر کیا گیا

نظارت دعوت و تبلیغ نے سال رواں کا دوسرا یوم التبلیغ ۲۲ اکتوبر مقرر کیا ہے۔ اس دن کو ہر احمدی جماعت کے ہر فرد کو یاد رکھنا چاہیئے اور سارا دن تبلیغ میں مصروف رہنا چاہیئے۔ چونکہ اتوار کا دن ہوگا۔ اس لئے ملازم اصحاب کو بھی فرصت ہوگی۔

پس اس دن اپنے تمام کاموں اور تمام اشغال پر تبلیغ احمدیت کے فرض کو مقدم قرار دینا چاہیئے۔ اور ہر جماعت کو ابھی سے ایسے انتظامات شروع کر دینے چاہئیں کہ جن کے ماتحت ہر ایک احمدی تبلیغ میں مصروف ہو سکے۔ اور تبلیغ کے بہتر سے بہتر نتائج نکل سکیں۔

درخواستہائے دعا

۱۔ شیخ عبدالعزیز صاحب تاجر اوکاڑہ کا لڑکا احسان الٰہی میعادی بخار سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد دین ملتانی۔ ۲۔ مولوی دوست محمد خاں صاحب حجانہ آف جام پور سول ہسپتال لائل پور میں بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار حسن خاں حجانہ از مٹھ لک۔ ۳۔ میرا بھتیجا محمد صفدر علیخاں عرصہ سے محکمہ ہائیڈرو الیکٹرک میں ملازم ہے۔ اس کے مستقل ہونے کے لئے احباب دعا کریں۔ خاکسار محمد دین۔ احمدی۔ از لاہور۔ ۴۔ میری اہلیہ صاحبہ بیمار رہتی ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے نیز خاکسار بعض مشکلات میں مبتلا ہے۔ ان کے دور ہونے کے لئے بھی دعا کی جائے۔ خاکسار خواجہ محمد شریف پوسٹل کلرک کھلابٹ۔ ۵۔ خاکسار ایک عرصہ سے پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ حضرت اقدس (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) اور احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اس ننگ ہستی کے حق میں دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ خاکسار شیخ خادم حسین۔ از نئی دہلی۔ ۶۔ برادرم سید ایک مشکلات میں ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم میری مشکلات کو دور فرمائے۔ خاکسار شیخ محمد یوسف لائلپور۔ ۷ (الف) مجھ کو عرصہ سے کرانک ڈس پیپسیا کی تکلیف ہے۔ باوجود یونانی انگریزی علاج معالجہ اور آب و ہوا تبدیل ہونے کے مجھے شفا نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت اقدس کو بھی دعا کے بارے میں عرض کیا گیا ہے۔ احباب و ناظرین الفضل دل سے میری صحت بحال ہونے کے لئے دعا کریں۔ (ب) چودھری مبارک احمد صاحب سابق ہیڈ کلرک سول سرجن پاڑہ چنار کے برخلاف ایک مقدمہ دائر ہے۔ آپ کی بریت کے متعلق احباب و ناظرین دعا فرمائیں۔ خاکسار ڈاکٹر حکیم عبدالرحیم وزیری پاڑہ چنار۔

۸۔ میری والدہ صاحبہ و ماموں صاحب بوجہ فالج بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ خشوع و خضوع سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار تاج حسین بخاری۔

ولادت

۱۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۸ ستمبر میرے ہاں تیسرا لڑکا تولد ہوا ہے مولود کی درازی عمر اور سعادت دارین کے لئے احباب دعا کریں۔ خاکسار عباد اللہ خاں۔ وکیل دھوری۔ ۲۔ خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں۔ خداوند کریم مولود کو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور صالح اور خادم دین بنائے۔ خاکسار فضل کریم خان نبلیم از گوجر خاں۔ ۳۔ میرے لڑکے عزیز رحمت اللہ خاں کے ہاں ۱ ستمبر لڑکی تولد ہوئی ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ لمبی عمر عطا کرے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ خاکسار محمد عبد اللہ خاں از نوشہرہ چھاؤنی

آل بنگال احمدیہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس

جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ بنگال پراونشل احمدیہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۹۔ ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر کو برہمن بڑیہ میں منعقد ہوگا۔ مہمانوں کی خوراک و رہائش کا مفت انتظام ہوگا۔ احباب بکثرت شریک ہوں۔

خاکسار سید کریم بخش۔ از کلکتہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۳۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

ریاستوں کی حفاظت کا مسوّدہ قانون

حکومتِ ہند کو ضروری مشورہ

معقول نکتہ چینی

وائسرائے ہند نے اپنی حال کی تقریر میں جہاں دوسرے اہم سیاسی امور کے متعلق حکومت کی پالیسی اور رائے کا اظہار کیا۔ وہاں یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ "معقول نکتہ چینی ہر ایک گورنمنٹ کے لئے قیمتی ہوتی ہے"۔ اور ممبران لیجسلیٹو اسمبلی۔ اور کونسل آف سٹیٹ کو دعوت دی تھی۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ پہلے اجلاسوں کی طرح اس اجلاس میں بھی آپ میری گورنمنٹ پر معقول نکتہ چینی کر کے ملک کی بہبودی کو بڑھانے کے مشترکہ مقصد کے کام میں میری گورنمنٹ کی امداد کریں گے"۔

ان الفاظ میں وائسرائے ہند نے یہ اصل واضح فرمایا ہے کہ ہر ایک حکومت کے لئے معقول نکتہ چینی ایک قیمتی چیز ہے۔ اور اس طرح ملک کی بہبودی کو بڑھانے میں حکومت کی بہترین امداد کی جا سکتی ہے ؛

ریاستوں کے متعلق معقول نکتہ چینی

یہ بات جس طرح برطانوی ہند میں مفید اور ضروری سمجھی جا سکتی ہے۔ اور سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح حکومت ہند کے ماتحت ان ریاستوں کے لئے بھی ضروری اور مفید ہونی چاہیئے۔ جو اپنے اپنے علقہ میں اپنے نظم ونسق کی آپ ذمّہ وار ہیں۔ اور اپنی رعایا کے سُود و بہبود کا خود ہی انتظام کر سکتی ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ عام طور پر اس وقت تک نہ تو ریاستوں میں احساس پایا جاتا ہے۔ کہ وُہ اپنی رعایا کی سیاسی ترقی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور نہ عام طور پر ریاستی رعایا اس قابل ہے۔ کہ آئینی اور معقول نکتہ چینی کے ذریعہ اپنے حقوق حاصل کرنے۔ اور ملک کی بہبودی کو بڑھانے میں حصّہ لے سکے۔ کیونکہ وہ تعلیمی لحاظ سے نہایت ہی پسماندہ اور دماغی لحاظ سے نہایت ہی خوف زدہ ہے ؛

ریاستوں کی حالت

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اکثر ریاستوں میں نمائندہ جماعتوں کا وجود تک نہیں ہے۔ اور ریاستوں کے نظم ونسق میں رعایا کی آواز کو کوئی دخل حاصل نہیں۔ رعایا کا کام صرف یہ ہے۔ کہ بھاری ٹیکس ادا کرے۔ اور اپنے جذبات و احساسات کو دقیانوسی طریقِ حکومت پر قربان کر کے زندگی بسر کرے۔ چھوٹے سے چھوٹے ریاستی کارندے کے منہ سے جو کچھ نکلے۔ اسے اپنے لئے اٹل قانون سمجھے۔ اور جو بھی سلوک اس کے ساتھ روا رکھا جائے۔ اسے بلا چون وچرا برداشت کر لے ؛

ریاستی باشندوں کو امداد کی ضرورت

ان حالات میں ایک لمبے عرصہ سے زندگی کے دن پُورے کرتے ہُوئے اول تو ریاستی لوگوں میں اتنی ہمت وجرأت ہی نہیں۔ کہ اپنی داستانِ الم زبان پر لا سکیں۔ اپنے مصائب وتکالیف کو پیش کر سکیں۔ اور اپنی حالت زار کو بدلنے کے لئے کوشش کر سکیں لیکن اگر کبھی تھوڑی بہت یہ خواہش پیدا ہوتی بھی ہے۔ تو اس کے پورا کرنے کے ذرائع بالکل مفقود ہیں۔ عام ریاستوں میں نہ تو کوئی ایسا اخبار ہے۔ جو حکومت کے سامنے رعایا کی صحیح طور پر ترجمانی کر سکے۔ نہ کوئی ذمہ وار انجمن ہے۔ جو آئینی جدوجہد کر سکے۔ اور نہ کوئی اور ایسی صُورت ہے۔ جس کے ماتحت ریاستی نظم ونسق پر نکتہ چینی کی جا سکے اس وجہ سے وُہ ریاستی باشندے جو چاہتے ہیں کہ نظام حکومت میں اصلاح ہو۔ ان کے حقوق انہیں عطا کئے جائیں۔ اور اپنی ریاست کی ترقی وخوشحالی کے لئے انہیں خدمات سرانجام دینے کا موقع ملے۔ قدرتی طور پر اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ برطانوی ہند کے ان لوگوں سے امداد حاصل کریں۔ جو آئینی جدوجہد کے متعلق تجربہ رکھتے ہیں۔ جو حکومت کے معاملات کے متعلق معقول نکتہ چینی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور جن کے دل میں ریاستی باشندوں کی تکالیف ومشکلات کا احساس ہے۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ریاستی باشندے بھی برٹش انڈیا کے لوگوں کے دوش بدوش ترقی کریں ؛

ریاستی باشندوں میں بے چینی

اس میں شُبہ نہیں۔ کہ ریاستوں کے باشندے سیاسی بیداری اور اپنے حقوق کے حصُول کے معاملہ میں بمقابلہ برٹش انڈیا کے لوگوں کے نہایت ہی پسماندہ ہیں۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ ریاستوں کا نظم ونسق جو ریاستی باشندوں کی پس ماندگی کا باعث ہے۔ اس قدر ناقابل برداشت اور اتنا خراب ہے۔ کہ اس کی وجہ سے ریاستی لوگوں میں بے چینی کا جذبہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ باہر سے ریاستوں کے خلاف ایجی ٹیشن کیا جاتا۔ اور ریاستی لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ برطانوی ہند میں جو سیاسی بیداری پیدا ہو رہی ہے اور جس کے پیدا کرنے میں خود حکومت مناسب وموزون رنگ میں امداد دے رہی ہے۔ اس کا اثر ریاستی باشندوں پر بھی پڑ رہا ہے۔ اور وُہ قدرتی طور پر خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ریاستوں کی موجودہ مطلق العنانی سے انہیں نجات حاصل ہو ؛

ریاستوں کی حفاظت کا قانون

یہ حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔ کہ حکومت انگریزی جہاں برطانوی ہند کو ترقی کے منازل کی طرف لے جا رہی۔ اور لوگوں کو سیاسیات ملکی میں زیادہ حقوق اور زیادہ ذمہ واری دینے کا انتظام کر رہی ہے۔ وہاں ریاستوں کے باشندوں کو بھی ان بے جا قیود سے آزاد کرائے۔ جن میں وُہ زمانہ دراز سے جکڑے ہُوئے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی سیاسی حقوق حاصل کرنے میں آسانیاں بہم پہونچائے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے لیجسلیٹو اسمبلی میں ریاستوں کے نظم ونسق کے تحفظ کے متعلق جو بل پیش کیا گیا ہے۔ اور جسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس سے یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وُہ لوگ جو ریاستی باشندوں کو ان کی نا اہلیت۔ اور پسماندگی کی وجہ سے آئینی جدوجہد کے ذریعہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے طریق بتا سکتے ہیں۔ اور انہیں کسی غلط راستہ پر چل کر اپنی اور ساتھ ہی ریاست کی بربادی کا باعث بننے سے روک سکتے ہیں وُہ شش وپنج میں پڑ جائیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ریاستوں میں اندر ہی اندر بے چینی بڑھتی جائے گی۔ اور حالات زیادہ سے زیادہ پیچیدہ ہوتے جائیں گے ؛

آئین پسند لوگوں کو خطرہ

جیسا کہ ہم اپنے ایک سابقہ مضمون میں بھی لکھ چکے ہیں حکومت کا فرض ہے۔ کہ خلافِ امن وخلاف قانون سرگرمیوں کا انسداد کرے خواہ ایسی سرگرمیاں برٹش انڈیا میں رونما ہوں۔ خواہ ریاستوں میں لیکن کوئی ایسا قانون تجویز کرنا جس کی وجہ سے سیاسی جدوجہد کو آئینی حدود

کے اندر رکھنے کی کوشش کرنے والے آئین پسند لوگ یہ سمجھ کر اپنی کوششوں سے دست بردار ہو جائیں۔ کہ نہ معلوم کس وقت ان کی کونسی کوشش کو اس قانون کی زد میں لے آیا جائے۔ کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ بلکہ حالات کو خراب بنانے کا موجب ہو سکتا ہے۔

ریاستی باشندوں کو آئینی حدود میں رکھنے کی واضح مثال

اس امر کی وضاحت ہم حال ہی کی ایک مثال سے کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانانِ کشمیر ایک عرصہ سے جن حالات میں سے گزر رہے تھے وُہ نہایت ہی دردناک تھے۔ اور جب وُہ ناقابل برداشت حد کو پہنچ گئے۔ تو ان کی اصلاح کا جذبہ مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ اور وُہ اس غرض کے لئے ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس موقعہ پر برطانوی ہند کے سرکردہ اور معزز مسلمانوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں اس نے نہایت سرگرمی کے ساتھ جہاں آئینی رنگ میں اس بات کی کوشش کی۔ کہ ریاست مسلمانوں کے ضروری اور اہم مطالبات تسلیم کر لے۔ وہاں اس سے بھی زیادہ زور اس بات پر صرف کیا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی جدوجہد آئینی حدود سے باہر نہ نکلنے پائے۔ اور کوئی خلاف قانون حرکت ان سے سرزد نہ ہو۔ مسلمانانِ کشمیر میں اس وقت ایک طرف تو بے حد جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ جس میں ریاست کے عاقبت نااندیش حکام اپنی غیر معقول حرکات کی وجہ سے روز بروز اضافہ کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو مسلمانانِ کشمیر کی اس حالت اور ان کی ناتجربہ کاری سے فائدہ اٹھا کر یہ چاہتے تھے۔ کہ انہیں قانون شکنی کی تباہ کن غار میں دھکیل دیں۔ اور اس طرح ریاست کشمیر کی تباہی و بربادی کو انتہا تک پہونچا دیں۔ چونکہ اس وقت ریاست کا رویہ نہایت متشددانہ تھا۔ جس نے مسلمانوں کو مایوسی کی انتہا تک پہونچا کر انہیں عاقبت اندیشی کے ناقابل بنا رکھا تھا۔ اس لئے بہت ممکن تھا۔ کہ وُہ قانون شکنی پر اتر آتے۔ اور اس طرح نہ صرف ریاست کو بلکہ اپنے آپ کو بھی اتنا بڑا نقصان پہنچا لیتے جس کا ازالہ عرصہ دراز تک ناممکن ہوتا۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے انہیں یہ خطرناک اور تباہ کن طریق عمل اختیار کرنے سے باز رکھا۔ اگر اس وقت آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا وجود نہ ہوتا جس نے مسلمانانِ کشمیر پر واضح کر دیا کہ سیاسی حقوق حاصل کرنے اور اپنی تکالیف کو دُور کرنے کا ذریعہ آئینی جدوجہد ہی ہے۔ اور اسے ہاتھ سے دینا اپنے آپ کو ہلاکت کے سمندر میں ڈالنا ہے۔ تو آج کشمیر اور مسلمانانِ کشمیر کی حالت ایسی المناک ہوتی۔ کہ دشمن سے دشمن بھی اس پر آنسو بہانے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔

مشکلات کے باوجود کامیابی

اس جدوجہد میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔ اور اس کے صدر کو عرصہ بڑھے ہوئے جوشیلے لوگوں کے غیظ و غضب کا نشانہ بھی بننا پڑا۔ طرح طرح کے طعنے بھی سُننے پڑے۔ بے ہودہ الزامات کا ہدف بھی ہونا پڑا۔ لیکن ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنی یہ کوشش جاری رکھی۔ کہ مسلمانانِ کشمیر آئینی جدوجہد کے رستہ سے پھسلنے نہ پائیں۔ اور آئینی حدود کے اندر رہ کر جدوجہد جاری رکھیں۔ آخر خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کو کامیابی ہُوئی۔ اور قانون شکن احراری جو آندھی کی طرح بڑھے تھے۔ بگولے کی طرح واپس لوٹ گئے۔

قانون کو برقرار رکھنے میں کامیابی کا اعتراف

اس مقصد میں جو عظیم الشان کامیابی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو حاصل ہُوئی۔ اس کا ذکر نہایت باثر اخبار سٹیٹسمین (۲۹ جولائی ۱۹۳۳ء) نے بایں الفاظ کیا:۔

"محترم صدر اور سکرٹری کا اثر و رسوخ پہلے روز سے حالات کو اعتدال پر رکھنے اور لا اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے پر صرف ہوتا رہا ہے۔ اور میرزا صاحب نے احراریوں کے اثر کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جو اس وقت کی طرح اس وقت بھی مشکلات پیدا کر رہے تھے۔ جس طرح احراریوں کے جتھے پر جتھے گرفتار ہوتے۔ اور گمراہ لوگ جیلوں میں جا رہے تھے۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ اگر اس وقت کشمیر کمیٹی کمزور ہاتھوں میں۔ یا بے وقوفوں کے قبضہ میں ہوتی۔ تو یہ یقینی امر ہے کہ احراریوں کی شورش بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہوتی۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا۔ گورنمنٹ پنجاب اور کشمیر گورنمنٹ کے لئے اسے کچلنا۔ اور امن بحال کرنا بہت مشکل ہو جاتا"

ریاستوں کا مفاد

اس تازہ مثال سے ظاہر ہے۔ کہ ریاستوں کے باشندے نہ صرف اس تشدد اور جبر کی وجہ سے جو ان پر ریاستوں میں ہوتا ہے۔ اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ برطانوی ہند کے مدبرین سے آئینی جدوجہد کے لئے راہ نمائی حاصل کریں۔ بلکہ خود حکومت اور ریاستوں کا مفاد اسی میں ہے۔ کہ ایسے لوگ ہوں۔ جو ریاستی رعایا کو کسی غلط راستہ پر نہ جانے دیں۔ اور یہ وُہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جن پر ریاستی باشندوں کو اعتماد ہو۔ اگر کسی قانون کے ذریعہ ایسے لوگوں کے لئے مشکلات پیدا کر دی گئیں۔ تو اس کا نتیجہ خوشگوار نہ ہوگا۔

اس صورت میں ہم حکومتِ ہند کو یہ مشورہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ریاستوں کے تحفظ کے قانون کا جو مسودہ زیرِ غور ہے اسے قانون کی شکل نہ دی جائے۔ کیونکہ اس کی نہ صرف کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اس سے نقصان کا خطرہ ہے۔ حکومت کو اس وقت تک ریاستوں کے خلاف کسی غیر آئینی جدوجہد کا انسداد کرنے میں کسی موقعہ پر بھی ناکامی نہیں ہُوئی۔ اور نہ ریاستوں کی طرف سے اپنے تحفظ کے متعلق کسی اور قانون کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ پھر ایسا قانون نافذ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جسے ہندو مسلمان متفقہ طور پر نقصان رساں ثابت کر رہے ہیں۔

گائے کے گوشت کی شراب اور ہندو

ہندو اخبارات میں "ونکارنس" ایک قسم کی ولائتی شراب کا اشتہار عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ شراب بذات خود ایسی چیز ہے جس کی فروختگی میں کسی قسم کی امداد دینا کم از کم ہندوستان میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور کانگرس تو شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ بھی لگا چکی ہے۔ لیکن وُہ شراب جس میں گائے کے گوشت کا عرق بھی شامل ہو۔ اس کی بکری کے لئے اشتہار شائع کرنا تو ہندو نقطہ نگاہ سے کسی صُورت میں بھی جائز نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن ناظرین کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا۔ کہ اس نام کی شراب کے اشتہارات کئی سال سے لاہور کے اُردو۔ انگریزی ہندو اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ اب ایک طرف تو ہندوؤں کو یہ فکر پڑ رہی ہے۔ کہ نہ معلوم ان اشتہارات کی وجہ سے کس قدر ہندوؤں کا دھرم خراب ہو چکا ہے۔ اور دُوسری طرف "پرتاپ" ایسے ہندو دھرم کے شیدائی اخبارات چند پیسوں کی خاطر ابھی تک "ونکارنس" کا اشتہار شائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" نے اپنے ۸ ستمبر کے پرچہ میں بھی اسے درج کیا ہے۔

اس صورت میں یا تو یہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ گائے کے گوشت کے متعلق ہندوؤں میں جو جذبۂ تنفر پایا جاتا تھا۔ وُہ روز بروز مفقود ہو رہا ہے۔ اور خاصکر تعلیم یافتہ طبقہ اگر اس کی ظاہری شکل میں نہیں۔ تو اس کے عرق یا ست کو استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ یا پھر یہ کہنا پڑے گا۔ کہ وُہی ہندو اخبارات جو مسلمانوں کو گائے کا گوشت استعمال کرنے سے روکنے اور اس وجہ سے فساد برپا کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ گائے کے گوشت کی آمیزش سے بنی ہوئی غیر مُلکی شراب کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

کلغی اوتار کی آمد کا انتظار

زمانہ کی عالت جس طرح پکار پکار کر ایک رُوحانی مصلح کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اس کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے۔ کہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اس موعود کی آمد کا نہایت بے تابی کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں جس کا ذکر ان کی مذہبی کتب میں پایا جاتا ہے۔ اور جو در اصل ایک ہی وجود کے مختلف زبانوں میں مختلف نام ہیں۔ "پرتاپ" (۹ ستمبر) میں الہ آباد کی ایک خبر شائع ہُوئی ہے جس میں مذکور ہے۔ کہ اینگلو بنگالی کالج میں آل انڈیا ینگ مینز بینو ولینٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ہمالیہ کے مشہور یوگی سیتا بابا نے تقریر کرتے ہُوئے کہا۔ کہ ست یگ کا آغاز ہو گیا ہے۔ اور کلغی اوتار دس سال کے اندر اندر آجائے گا۔" اسی قسم کی قیاس آرائیاں عیسائی صاحبان بھی حضرت مسیح کی آمد ثانی کے متعلق کرتے رہتے ہیں۔ اور مسلمان

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

آزادی حاصل کرنے کا اسلامی طریق

(۶ ستمبر بعد نماز عصر)

ایک صاحب نے سیاسیات پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا۔ جب کوئی قوم محکوم ہو جائے تو اس کے لئے اپنے حقوق حاصل کرنے کا کیا طریق ہے؟

فرمایا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرنا اور آئینی طور پر جدوجہد کرنا

(س) آئینی طور پر جدوجہد کس طرح کی جائے؟

(ج) اصل طریق تو یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کی جائیں اس کی تائید و نصرت حاصل کی جائے۔ اور حکومت کرنے کی قابلیت اور اہلیت پیدا کی جائے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلی جاتی۔ جب تک وہ اپنے نفسوں میں تغیر نہ پیدا کرے حکومت کو اپنے حقوق کے متعلق توجہ دلاتے رہنا چاہیئے۔ اگر وہ ایک وقت توجہ نہیں کرتی۔ تو کبھی نہ کبھی وقت ضرور کرے گی اور اس پر اثر ہوگا۔

(س) جس ملک کے لوگوں نے کسی حکومت کی اطاعت نہ کی ہو کیا انہیں حق ہے۔ کہ اس حکومت کا مقابلہ کرتے رہیں؟

(ج) اگر کسی قوم کا ایک فرد بھی ایسا باقی رہتا ہے۔ جس نے اطاعت نہیں کی۔ نہ عمل سے نہ زبان سے تو وہ آزاد ہے۔ وہ اپنی پارٹی بنا کر اور دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن جو لوگ کسی حکومت کو تسلیم کر لیں۔ ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ اسی حکومت میں رہ کر اس کے خلاف جنگ کی تیاری کریں اگر ان پر انتہائی طور پر ظلم ہوتا ہو۔ تو پھر اسلام کہتا ہے۔ کہ اس حکومت کو چھوڑ کر باہر چلے جاؤ۔ اور اگر کر سکتے ہو۔ تو تیاری کر کے اس کا مقابلہ کرو۔ حکومت کے اندر رہ کر بظاہر اطاعت کرنا لیکن در اصل مقابلہ کے لئے تیاری کرنا یہ منافقت ہے۔ اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام اس قسم کی منافقت کو پسند نہیں کرتا ورنہ مقابلہ کرنے سے نہیں روکتا۔

(س) کسی ملک کی ساری کی ساری رعایا کس طرح ایک ملک سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک میں جا سکتی ہے۔ مثلاً ہندوستان کی ۳۵ کروڑ آبادی ہے۔ یہ کس طرح ہجرت کر کے ملک چھوڑ سکتی ہے؟

(ج) اگر ساری کی ساری آبادی حکومت کے خلاف ہو۔ اور وہ ہجرت کر کے ملک کو چھوڑ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو وہ ابھی چند میل بھی جانے نہ پائے۔ کہ حکومت ٹوٹ جائے۔ اور ہرگز قائم نہ رہ سکے۔ پھر ہجرت کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

(س) اگر حکومت ہجرت کر کے ملک کو چھوڑ دینے سے روکے تو پھر کیا کیا جائے؟

(ج) اس صورت میں حکومت سے مقابلہ کرنا جائز ہے۔ در اصل اسلام نے اپنے حقوق حاصل کرنے اور مظالم سے بچنے کا جو طریق بتایا ہے۔ اس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ بہت بڑی قربانی چاہتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس پر عمل کرنے سے کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی۔ اگر یہ قربانی جو اسلام نے رکھی ہے۔ یعنی ملک کو چھوڑ دیا جائے۔ ادا کی جائے۔ تو فوراً کامیابی حاصل ہو جائے دیکھو فرعون کیوں بنی اسرائیل کے مصر سے نکل جانے میں مزاحم ہوتا تھا۔ وہ تو بنی اسرائیل کے متعلق خود کہتا تھا۔ کہ یہ لوگ حکومت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے بظاہر تو بنی اسرائیل کا مصر سے نکل جانا ہی اچھا تھا۔ تاکہ وہ اس سے اس کی حکومت چھیننے کی کوشش نہ کر سکتے۔ مگر وہ ان کو نکلنے نہ دیتا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی کہ وہ سمجھتا تھا۔ اتنے لوگوں کے ملک سے نکل جانے سے تہلکہ پڑ جائے گا۔ اور اس کی حکومت قائم نہ رہ سکے گی۔

پس اسلام نے مظالم کے ناقابل برداشت حد کو پہنچ جانے پر ملک سے نکل جانے کا جو طریق رکھا ہے۔ وہ نہایت ہی کامیاب طریق ہے۔ ہاں اس کے لئے بہت بڑی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ جو قوم یہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت آزادی سے محروم نہیں رکھ سکتی۔

انبیاء اور دنیوی لیڈروں میں فرق

(۹ ستمبر بعد نماز عصر)

ذکر ہوا۔ اب گاندھی جی میں وہ جوش و خروش نہیں رہا جو پہلے تھا۔ وہ روز بروز کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گھبرائے ہوئے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں۔ کہ کیا کرنا چاہیئے

فرمایا نبیوں اور لیڈروں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ نبی کی عمر جوں جوں بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی نبوت کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ اور اسکا زیادہ زور کیساتھ اظہار ہوتا جاتا ہے لیکن دنیاوی لیڈر جوں جوں بوڑھے اور کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں اور کوششوں میں بھی کمزوری آتی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اگر ابتدائی زمانہ کی کتابوں کو اور پھر آخری زمانہ کی کتابوں کو دیکھا جائے۔ تو ان میں نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ بعد کی تحریروں میں زیادہ زور زیادہ وضاحت اور خدا تعالیٰ کے جلال کا زیادہ اظہار پایا جاتا ہے۔

مصلح موعود کی پیشگوئی

(۱۰ ستمبر بعد نماز عصر)

مولوی فخر الدین صاحب ملتانی نے عرض کیا۔ مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئی ہے حضور کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے

فرمایا:۔ میرے خیال میں یہ باتیں اسی پر چھوڑ دینی چاہئیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو۔

مولوی فخر الدین صاحب بعض دوست کہتے ہیں۔ کہ حضور اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ جو مصداق ہو۔ اس کے لئے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کرنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ ہر شخص اپنے دل میں جو خیال چاہے۔ رکھنے میں آزاد ہے۔ خواہ وہ خیال صحیح ہو یا غلط اگر کوئی خیال درست نہ ہو۔ تو اس وقت تک اس پر گرفت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ کسی نص صریح کے خلاف نہ ہو مجھے تو اس پیشگوئی کے متعلق کبھی کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہوئی۔ اوروں کو نہ معلوم کیوں ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب۔ حضور ہمیں تو کوئی گھبراہٹ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں حضور ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جب حضور کی عمر چالیس سال کی ہوئی۔ پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی چالیس سال کی تو کوئی شرط نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال کی عمر ہو جانے کے کئی سال بعد دعوےٰ کیا۔

مولوی فخر الدین صاحب۔ ہم نے نبوت کے زمانہ کے برکات اور انوار دیکھے ہیں۔ اس لئے دل چاہتا ہے۔ کہ پھر وہی انوار دیکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے نبوت کے زمانہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ یعنی بعد میں آنے والوں کو بھی زمانۂ نبوت میں داخل کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جب تک نبی کی نیابت قائم رہے۔ نبوت کا ہی زمانہ ہوتا ہے اور جب نیابت نہ رہے

اس وقت مامور کی ضرورت پیش آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں یہ لکھا ہے۔ کہ

"تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئیے۔ کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں۔" وہاں خدا تعالےٰ کی دو قدرتوں کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا

"اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ نبی کے مبعوث ہونے پر خدا تعالےٰ کی دو قدرتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ایک قدرت تو نبی کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور دوسری اس کی وفات کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اس کے ظہور کے زمانہ کو بھی نبی کا ہی زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس قدرت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ "وہ دائمی ہے۔ اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی"۔ اس سے مراد یہ نہیں۔ کہ خواہ کیسی حالت ہو جائے۔ وہ ساتھ رہیگی۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر لوگ اسے ہمیشہ رکھنا چاہیں۔ تو وہ ہمیشہ رہیگی۔ اور اس طرح وہ دائمی ہوگی۔ نبی کو اگر لوگ ہمیشہ رکھنا چاہیں تو نہیں رکھ سکتے۔ لیکن نبی کی وفات کے بعد جس قدرت ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اسے اگر ہمیشہ رکھنا چاہیں۔ تو رکھ سکتے ہیں یعنی اگر لوگوں میں نیکی اور تقویٰ پایا جائے۔ ان کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی محبت ہو۔ اور وہ دنیا میں نیکی قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ تو خدا تعالےٰ ان کو برے نہیں بنائے گا۔ بلکہ وہ ان کے لئے قدرت ثانیہ کو قائم رکھے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد میں نے ایک رویا دیکھا۔ کہ آپ کی لاش قبر سے باہر نکلی پڑی ہے جب میں نے اسے دیکھا۔ تو سخت تکلیف ہوئی۔ اور سمجھا۔ کہ اس طرح آپ کی ہتک کی گئی ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا۔ کس نے ایسا کیا ہے۔ اس نے کہا۔ وہ شخص جو اس جگہ کو اپنی سمجھتا تھا۔ اس سے نکالی ہے۔ اس وقت میں نے کہا۔ گرم دودھ لاؤ۔ جب دودھ لایا گیا۔ اور میں نے آپ کے منہ میں ڈالا۔ تو آپ نے زندگی ہوگئی۔ اور زندگی پیدا ہوگئی۔ اس پر میں نے کہا۔ کون کہتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوگئے۔ آپ تو زندہ ہیں۔

غرض نبوت کا زمانہ اتنا قلیل نہیں ہوتا۔ کہ اتنی جلدی ختم ہو جائے اگر اتنا قلیل ہو۔ تو اس کا لطف ہی کیا ہوا۔ پھر اس صورت میں کیا لطف ہے۔ جبکہ اس کا رکھنا دہ رکھنا بندوں کے سپرد نہ ہو لطف اسی میں ہے۔ کہ اس زمانہ کو جاری رکھنا یا بند کرنا بندوں کے اپنے اختیار میں ہو۔ وہ جسقدر چاہیں اسے وسعت دے سکیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو قدرت ثانیہ قرار دیا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جاری ہے۔ جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اگر پرانے لوگ فوت ہوتے ہیں۔ تو ایسے نوجوان پیدا ہو رہے ہیں۔ جن میں اخلاص اور قربانی پائی جاتی ہے۔ اور اس زمانہ کو جاری رکھنا ہمارے اختیار میں ہے۔ جب تک ہم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت رہے گی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی زمانہ ہوگا۔ ان جب یہ جاتی رہے گی۔ اس وقت سمجھیں گے۔ کہ نبوت کے برکات کا زمانہ دنیا سے جاتا رہا۔

مولوی فخر الدین صاحب کلام الٰہی کا نازل ہونا نبی سے تعلق رکھتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کلام الٰہی تو اب بھی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مجھ پر بھی نازل ہوتا ہے۔ اور دوسروں پر بھی۔ باقی رہا نبی پر نازل ہونے والا کلام۔ اس کی اس وقت تک ضرورت نہیں ہوتی۔ جب تک لوگوں کے قلوب نہ بگڑ جائیں۔ اور کسی اور کی ضرورت نہ پیش آ جائے۔

مولوی فخر الدین صاحب الوصیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدرت ثانیہ کے مظہر پر خدا تعالےٰ کا خاص طور پر کلام نازل ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے کلام کو خاص قرار دینا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ قدرت ثانیہ والی پیشگوئی کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ "خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔" اور دوسرے کا ان الفاظ میں جو پہلے بیان کئے گئے ہیں۔ میرے نزدیک ان دونوں پیشگوئیوں کا بیت مساعد الگ الگ ہے۔

میر قاسم علی صاحب سبز اشتہار والی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ کوئی تعجب نہیں۔ بلکہ اغلب ہے۔ کہ پیدا ہو چکا ہو۔ میں نے یہ کہا ہے۔ کہ الوصیت میں قدرت ثانیہ کے دو رنگ بیان کئے گئے ہیں۔ اور مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں جو خبر ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت نہیں کھڑا ہونا۔ بلکہ ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہو جانے کے وقت کھڑا ہونا ہے یہ میرا خیال ہے۔ لیکن ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کے علم میں وہ خرابی آتی ہی ہو جتنی غیر مبایعین نے پیدا کی تھی۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے ہی سلسلہ کو بچا لیا۔ ورنہ یہ بھی بہت بڑی خرابی تھی۔ بعد میں آنے والے لوگ اس کے خطرہ کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو اس وقت ہمارے قلوب میں پیدا ہو گیا تھا۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات بے وقت ہوئی۔ ایک دن میں اس بات پر غور کر رہا تھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے امتداد کی وجہ سے ان لوگوں کا گند اندر ہی اندر بڑھتا رہتا۔ کیونکہ یہ لوگ آپ کے مقابلہ میں تو بغاوت نہ کر سکتے۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ اسے باہر نہ نکال سکتے تھے۔ اس وجہ سے وہ پوشیدہ رکھنے پر مجبور تھے۔ اگر انہیں اور زیادہ عرصہ مل جاتا۔ تو وہ اپنے منصوبوں کو اچھی طرح پختہ کر لیتے لیکن ابھی ان کے پاؤں جمنے نہ پائے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ اور اس کے بعد ان کی بغاوت ظاہر ہوگئی۔ اور پھر ان کو جلدی ناکامی ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ان کا مواد اندر ہی اندر رہتا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں وہ ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے علی الاعلان ایک مجلس میں کہا۔ مولوی صاحب تو سترے بہترے ہو گئے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اس طرح نہ کہہ سکتے تھے۔ اس لئے پوشیدہ ہی رہتے تھے۔

میرے نزدیک یہ ابتلا جو غیر مبایعین کے ذریعہ آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ جس عمارت کی چاروں دیواریں گر جائیں۔ اور پھر بھی وہ کھڑی رہے۔ اس کا قائم رہنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ان لوگوں نے دعوے کیا تھا۔ کہ جماعت کے ۹۹ فی صدی لوگ ان کے ساتھ ہیں اور صرف ایک فیصدی ہمارے ساتھ ہیں۔ گو یہ تو غلط تھا۔ مگر پہلے مہینہ میں ۵ فیصدی ہمارے ساتھ اور ۹۵ فیصدی ان کے ساتھ تھے لیکن جب میں نے ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ جس کا نام ہے۔ کون ہے۔ جو خدا کے کاموں کو روک سکے۔ تو اس کا نکلنا تھا۔ کہ یکلخت جماعت نے پلٹا کھایا۔ اور کثرت کے ساتھ بیعت کرنے کی رو جاری ہوگئی۔ اس وقت بعض دوستوں نے اخلاص کے ایسے اعلیٰ نمونے دکھائے۔ جو اعلےٰ درجہ کے عرفان الٰہی کے بغیر نہیں دکھائے جا سکتے۔ ایک لمحہ قبل وہ مولوی محمد علی صاحب پر جان دیتے تھے۔ کہ دوسرے لمحہ ان سے بالکل الگ ہو کر انہوں نے بیعت کر لی۔ ایسے ہی اصحاب میں سے ایک حکیم محمد حسین صاحب قریشی بھی تھے ؂

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی ضرورت و اہمیت

مسلمانانِ کشمیر کی خدمت کرنے کا صحیح طریق

معزز معاصر "انقلاب" نے اپنے ۱۰ ستمبر کے پرچہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق حسب ذیل مضمون لکھا ہے:-

کیا "زمیندار" کے لئے باہمی رزم و پیکار کا سلسلہ شروع کئے بغیر زندہ رہنا اور چلنا غیر ممکن ہے۔ اور کیا اس کی کارگاہ حیات میں اپنوں کے خلاف بے سود و بے نتیجہ جنگ کے سوا اور کوئی چیز نہیں ڈھل سکتی؟ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق "زمیندار" کے ۷ ستمبر کے افتتاحیہ کو پڑھ کر بے اختیار مندرجہ صدر سوالات ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ جب سے "انقلاب" جاری ہوا ہے۔ ہم انتہائی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ کہ "زمیندار" کے ساتھ یا کسی دوسرے اسلامی اخبار کے ساتھ جدل و خلاف شروع نہ ہو۔ لیکن "زمیندار" کو خدا معلوم یہ مشغلہ کیوں محبوب ہے۔ اور اس کی فطرت و طبیعت معلوم نہیں کیوں ان فضولیات سے محبت و شیفتگی میں الجھی رہتی ہے۔ گزشتہ ڈیڑھ پونے دو برس کی مدت میں کم و بیش نصف درجن مواقع ایسے پیش آئے۔ کہ ہم "زمیندار" کی شخصی اور ذاتی بحثوں کے شوق کو نہایت اچھے رنگ میں پورا کر سکتے تھے لیکن ہم نے ان سے بالاہتمام احتراز کیا۔ اگرچہ ہماری اس روش کو مختلف حلقوں میں خلاف اظہار حقائق قرار دیا گیا لیکن "زمیندار" کو از سر نو جاری ہوئے ابھی دو مہینے بھی نہیں ہوئے۔ اور وہ پانچ چھ مضامین ہمارے خلاف شائع کر چکا ہے۔ ہم اس وجہ سے خاموش رہے۔ کہ خواہ مخواہ کشمکش برپا نہ ہو۔ لیکن "زمیندار" کا حسن ظن کریمانہ ملاحظہ ہو۔ کہ وہ سکوت کو رائے عامہ سے مرعوب ہو جانے کا نتیجہ قرار دے کر اپنے جوش "فاتحیت" میں تیز تر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے ۷ ستمبر کے افتتاحیہ میں خود ہمارے سر پر کھڑے ہو کر کوس انا و لاغیری پر پے در پے چوٹیں لگانے میں بھی تامل نہ کیا قارئین کرام انصاف فرمائیں۔ کہ جہاں کشمکش اور جھگڑے اور نزاع سے شریفانہ احتراز کو جبر و ... ... قرار دے کر فاتحیت کے جوش میں بھرتا پسند فرمایا جائے۔ اور بیسیوں مفید قومی کاموں کو چھوڑ کر باہمی کشمکش کے آغاز میں تامل نہ کیا جائے۔ وہاں ہم عاجزوں کے لئے کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اختلاف

واقعات یہ ہیں۔ کہ بعض نہایت ہی افسوسناک اور بالکل بیجا غلط فہمیوں کی بناء پر آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں اختلاف پیدا ہوا جسے چند خاص افراد نے اپنے چند خاص مقاصد کی خاطر استعمال کرنے کی انتہائی کوششیں کیں۔ جن اصحاب کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے اختلاف پیدا ہوا تھا۔ ان کے نام پر لاہور میں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی حقیقت و حیثیت کی بحث میں پڑنے کا یہ موقع نہیں۔ اس جلسے میں ایک نئی کمیٹی کی تاسیس کے لئے ایک جماعت بنا دی گئی۔ اس کے بعد کم از کم ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ کہ جماعت مذکورہ کے تجویز کردہ ارکان میں سے کتنے اصحاب نے تعاون پر آمادگی ظاہر کی۔ اور اس جماعت نے نئی کمیٹی کی تاسیس کے ضمن میں کیا کیا تدابیر اختیار کیں۔ البتہ چند روز کے بعد اعلان ہو گیا کہ نئی کمیٹی بن گئی ہے۔ اور پرانی کمیٹی توڑ دی گئی ہے۔ حالانکہ لاہور شہر کا کوئی نہایت ہی معمولی پبلک جلسہ نہ اس بات کا حقدار تھا۔ کہ نئی کمیٹی بنا کر اسے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قرار دیتا۔ اور نہ اس امر کا مجاز تھا۔ کہ پہلی کشمیر کمیٹی کو توڑ دیتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا۔ کہ کسی بننے والی کمیٹی پر اظہار اعتماد کر دیا جاتا۔ اور پرانی کمیٹی پر بے اعتمادی کی قرارداد منظور کر دی جاتی۔ اس حالت میں یہ سمجھا جاتا۔ کہ لاہور شہر کے ان چند سو مسلمانوں کو جو ایک خاص تاریخ کو دہلی دروازے کے باہر جمع ہوئے تھے۔ پرانی کمیٹی کے کام پر اعتماد نہیں۔ اور بس۔ لیکن وہ مسلمان اگر چند سو نہیں بلکہ چند ہزار بھی ہوتے۔ تو سارے ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندگی و نیابت کا منصب سنبھال لینے کے حقدار نہ تھے۔

کمیٹی کے ممبروں کی اکثریت کا فیصلہ

چونکہ کشمیر کمیٹی کے عارضی صدر صاحب مستعفی ہو چکے تھے اور عارضی سکرٹری صاحب نے استعفٰے دیئے بغیر ہی اپنے فرائض و واجبات کو ... ... آداب و قواعد کو پس پشت ڈال کر نئی کمیٹی میں سکرٹری شپ کا عہدہ قبول کر لیا تھا۔ اس لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی عملاً معطل ہو گئی تھی۔ کمیٹی کے جن ممبروں کے سامنے یہ واقعات پیش آئے تھے۔ انہوں نے اپنا اخلاقی فرض سمجھا۔ کہ تمام واقعات و حالات کی اطلاع ممبروں کو دیں۔ اور ان سے استصواب کریں۔ کہ آیا پرانی کمیٹی کو ان حالات میں باقی رکھا جائے۔ یا توڑ دیا جائے۔ چنانچہ چار ممبروں کے دستخطوں سے ایک گشتی مراسلہ مختلف ممبروں کی خدمت میں بھیجا گیا۔ کمیٹی کے کل ترسیٹھ ممبر تھے۔ ان میں سے گیارہ یا بارہ ممبروں نے غیر جانبدار رہنے کا اظہار فرمایا۔ بعض نے طرفین کے ساتھ یکساں ذاتی تعلقات کی بناء پر بعض نے چند ذاتی مصلحتوں کی بناء پر اور بعض نے محض اس بناء پر کہ مسلمانوں میں اختلاف پائے جانے کی حالت میں انہیں علیحدگی اور بے تعلقی ہی مناسب معلوم ہوئی ان گیارہ ممبروں کو ترسیٹھ میں سے خارج کر دیا جائے۔ تو باقی باون ممبر رہ جاتے ہیں۔ باون میں سے بیس نے صاف اور واضح لفظوں میں افتراق انگیز واقعات کی مذمت کی۔ اختلاف پیدا کرنے والوں کی روش کو جماعتی آداب و قواعد کے منافی بتایا۔ اور لکھا کہ کشمیر کمیٹی کا کام حسب سابق جاری رہنا چاہیئے۔

ان کے علاوہ بارہ ممبروں نے ۱۳ ستمبر کے جلسے میں شریک ہو کر کمیٹی کے کام کو جاری رکھنے کی تائید کی۔ اس طرح ترسیٹھ میں سے بتیس ممبروں اور گیارہ غیر جانبدار ممبروں کو علیحدہ کرنے کے بعد باون میں سے بتیس ممبروں نے کمیٹی کے کام پر اعتماد کا اظہار کیا۔ باقی اصحاب میں سے کسی کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ اور جو اصحاب نئی کمیٹی میں شریک ہوئے۔ ان کی تعداد بہرحال دس سے کم ہے۔

پس جب ممبروں کی بہت بڑی اکثریت نے فیصلہ صادر کر دیا۔ کہ کمیٹی کا کام جاری رہے۔ اور انہوں نے ان بزرگوں کے خیالات سے اتفاق نہ کیا۔ جنہوں نے لاہور میں ایک پبلک جلسہ منعقد کر کے ایک نئی کمیٹی کی تاسیس کا بندوبست کیا تھا۔ تو کمیٹی کے ممبروں کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ کہ وہ کام کو جاری رکھتے۔ اور نئے عہدے دار منتخب کر لیتے۔ لیکن چونکہ ۱۳ ستمبر کے جلسے میں شریک ہونے والے ممبروں کے پیش نظر اتحاد تھا۔ وہ دل سے چاہتے تھے۔ کہ اہل کشمیر کی امداد کے کام میں حتی الامکان اختلاف پیدا نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے بالاتفاق ان بزرگوں کو صدر اور سکرٹری منتخب کیا۔ جن پر نئی کمیٹی بنانے والوں کو زیادہ سے زیادہ اعتماد ہو سکتا تھا۔ تا اگر وجہ نزاع یہی ہو۔ کہ اختیار ... ... ایسے گروہ کے ہاتھ میں نہ جائے۔ جس پر نئی کمیٹی کے مؤسسین کو اعتراض ہو۔ تو اس وجہ ... کا استیصال ہو جائے۔

"زمیندار" کا حسن خیال

اگر مجوزہ صدر صاحب اور سکرٹری صاحب سعی اتحاد کے اس پیشکش کو خدانخواستہ قبول نہیں کریں گے۔ تو لازماً دوسرے صدر اور سکرٹری کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی حسب سابق اپنا کام جاری رکھیگی اور کوشش کریگی۔ کہ تصادم کا کوئی موقع پیش نہ آئے۔ اتحاد ہی کے مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہ کوئی مجلس عاملہ منتخب کی گئی۔ اور نہ دستور اساسی کے قواعد وضوابط معرض بحث میں لائے گئے۔ بلکہ پانچ آدمیوں کی عارضی کمیٹی بنا دی گئی تاکہ وہ صدر صاحب اور سکرٹری صاحب کے مستقل فیصلہ تک کشمیر کمیٹی کا کام جاری رکھے۔ ان پانچ آدمیوں میں سے بھی کسی کو صدر یا سکرٹری نہ بنایا گیا۔ تاکہ خدانخواستہ یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ کہ ارکان کمیٹی صدر اور سکرٹری کے عہدے دو بزرگوں کی خدمت میں پیش کرنے کے باوجود نئے صدر اور سکرٹری کے انتخاب کی تدابیر پیش نظر رکھتے ہیں۔

بتائیے ان صحیح اور ہر لحاظ سے مطابق آئین دستور کارروائی پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ لیکن "زمیندار" کے نزدیک یہ سب "قادیانی تلبیس کی باسی کڑھی میں نئے فتنوں کا ابال" ہے۔ یہ سب "قادیانی کشمیر کمیٹی" کا قیام ہے۔ حالانکہ وہ نئی کشمیر کمیٹی کے شیوہ طراز سکرٹری صاحب کے ہاں سے ممبروں کی فہرست لے کر دیکھ سکتا تھا۔ اور دیکھ سکتا ہے۔ کہ ترسٹھ ممبروں میں سے "اندلسی اور دمشقی" احمدیوں کی تعداد شاید گیارہ سے زائد نہیں۔ اور یہ "اندلسی اور دمشقی" دونوں بالاتفاق ان بزرگوں کو صدر اور سکرٹری منتخب کر چکے ہیں۔ جنہیں "زمیندار" کم از کم آج "سیاستہً" بھی قادیانیوں کے ہم نوا ماننے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اگرچہ ہم دلائل قاطعہ کی بناء پر ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ اگر ہم اور مولانا سید حبیب شاہ صاحب مالک "سیاست" "زمیندار" کے نزدیک "سیاستہً" قادیانیوں کے ہم نوا ہیں۔ تو محولہ بالا بزرگ بہ درجہ اولیٰ "سیاستہً" قادیانیوں کے ہم نوا ہیں۔

نئی کمیٹی اور اس کے اکابر کی پوزیشن

اور لطف کی بات یہ ہے۔ کہ قدیم یا جدید کمیٹی کے دستور میں کوئی دفعہ ایسی نہیں ہے۔ جس سے ہندوستان کا کوئی فرد خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو۔ اہل کشمیر کی امداد کے مقاصد سے اتفاق کے اقرار کے ساتھ کمیٹی میں شامل نہ ہو سکے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جس اجلاس میں افتراق پیدا ہوا تھا۔ اس میں جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اور بعض ارکان نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس کا نام آل انڈیا مسلم کشمیر کمیٹی رکھا جائے۔ تو جدید کمیٹی کے عارضی سکرٹری ملک برکت علی صاحب ہی نے اس کی سخت مخالفت کی تھی۔ اور [illegible] اس سے لازم [illegible] اہل کشمیر کی اعانت کے مقاصد سے اتفاق کا اقرار کرتے ہوئے کمیٹی میں شامل ہونا چاہیں۔ تو ہمیں اس پر

اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر اگر قادیانی یا احمدی کفر وارتداد کے تمام مراحل طے کر چکنے کے باوجود آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبر بنتے ہیں۔ یا ممبر رہتے ہیں۔ تو دستور کے قواعد وضوابط کی بناء پر انہیں کیوں کر مورد اعتراض بنایا جا سکتا ہے؟

پھر دو جولائی کو لاہور میں جو پبلک جلسہ منعقد ہوا تھا (اور جس میں نئی کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی تھی) اس میں علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

مجھے سیاسی انجمنوں میں قادیانیوں کی شمولیت پر مذہبی حیثیت سے کوئی اعتراض نہیں۔ اگرچہ میں ان کے عقائد کو غلط سمجھتا ہوں ..... الخ (زمیندار مورخہ ۱۰ جولائی صفحہ آخری کالم اول)

اور اس امر کی تشریح مزید صدر جلسہ میاں عبدالعزیز صاحب نے یوں فرمائی تھی۔

علامہ سر اقبال نے تمام حالات آپ کے سامنے پیش کر دئے ہیں۔ ان کا مقصد یہ نہیں۔ کہ کسی کو اس کے مذہبی عقائد کی بناء پر کمیٹی سے نکالا جائے (زمیندار مورخہ ۱۰ جولائی آخری صفحہ کالم ۲)

پھر سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ایک مکتوب کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اب نئی کشمیر کمیٹی کے ممبر بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ مرزا صاحب (ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ) اور ان کے دوست جنہوں نے بلا شبہ مسلمانان کشمیر کے کام میں نہایت اعلیٰ درجے کی خدمات انجام دی ہیں۔ نہ محض خود جدید کمیٹی میں بطور ممبر بھرتی ہو نگے۔ بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھرتی ہونے کی ترغیب دیں گے۔

(ایسٹرن ٹائمز مورخہ ۱۱ اگست صفحہ ۳ کالم ۴)

ہمارا مذہب اور ہماری سیاست

لیکن "زمیندار" نے آج تک سید محسن شاہ صاحب کو نئی کشمیر کمیٹی سے خارج کر دینے کی تحریک نہیں کی۔ اور نہ حضرت علامہ اقبال یا میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کو ہدف مطاعن بنایا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ وہ سیاستہً قادیانی بن گئے ہیں۔ یا نئی کشمیر کمیٹی کو قادیانی کمیٹی بنا دینے کے حامی ہیں۔ لیکن "انقلاب" اور "سیاست" سب گناہوں کے مرتکب ہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ کل امت اسلامیہ ہند کی صحت و پختگی ایمان کا یہ واحد اجارہ دار اخبار غریب مدیران "انقلاب" اور مولانا سید حبیب شاہ صاحب مالک "سیاست" کو مذہبًا بھی قادیانی قرار دے کر اپنے منصب افتا کی بجا آوری کا آخری حق ادا نہ کر دے گا؟ لیکن [illegible] سے روادار نہیں ہو سکتے۔ ہمارے عقائد خدا کے فضل سے ساری دنیا کو معلوم ہیں۔ اگر یہ دعویٰ خود ستائی پر محمول نہ کیا جائے تو ہم "زمیندار" سے زیادہ پکے سنی مسلمان ہیں۔ اور اس

عقیدہ کی صحت و درستی کے لئے خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں اپنے فضل لا یزال سے "زمیندار" سے زیادہ فہم و بصیرت عطا فرمائی ہے۔ ہم "سیاستہً" بھی دنیا کے کسی فرد یا کسی جماعت یا کسی گروہ کے تابع یا ہم نوا نہیں ہیں۔ جتنا علم خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اسے کلیتہً فرزندان توحید کے زیادہ سے زیادہ بڑے گروہ کے فائدے اور منفعت کے لئے استعمال کرنے کے حامی اور شائق ہیں۔ اس کے سوا ہماری کوئی سیاست نہیں مسلمانوں کے حقوق و مطالبات کو پورا کرانے کے لئے اپنی قوتوں کا زیادہ سے زیادہ استعمال ہی ہماری سیاست ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اور اس بات پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ "زمیندار" بھی نہرو رپورٹ اور اس کے دوسرے متعلقات و لواحق کو کامیاب بنانے میں پانچ برس ضائع کرنے کے بعد اس باب میں کلیتہً نہیں۔ تو بہت بڑی حد تک ہمارا ہم نوا بن گیا ہے۔ کم از کم ہم اور ہماری طرح دنیا کے دوسرے اہل بصیرت جو "زمیندار" کی تحریرات ہی سے اس کی پالیسی کا اندازہ کر سکتے ہیں یہی سمجھ رہے ہیں۔ حقیقت حال کا علیم خدا کے سوا کوئی نہیں۔

"بند کمرے میں خفیہ اجلاس" کا مسئلہ

"زمیندار" نے ۷ ستمبر کی اشاعت میں بعض نہایت دلکش باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ۴ ستمبر کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا جو اجلاس ہوا وہ "بند کمرے" میں ہوا اور "خفیہ" اجلاس تھا اگر "بند کمرے" کا مطلب یہ ہے کہ جس کمرے میں اجلاس ہوا اس کے دروازے بند تھے اور باہر پہرے بیٹھے ہوئے تھے تو یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اجلاس والے کمرے کے تقریبًا تمام دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اگر مطلب یہ ہے کہ اس جلسے کے لئے شہر میں یا ہندوستان میں ڈھنڈورا نہیں پیٹا گیا تھا تو یہ درست ہے، لیکن جماعتوں کے جلسے ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتے ہیں کہ ممبروں کو اطلاع دی جاتی ہے، کہ فلاں مقام پر فلاں وقت جلسہ ہوگا اور اس کا ایجنڈا یہ ہوگا اور جس حد تک ہمیں معلوم ہے جدید آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا جس پر بہ قول "زمیندار" ملت اسلامیہ ہند کے مختلف حلقوں سے اعتماد کلی کا اظہار ہوا ہے آج تک کوئی جلسہ ایسا نہیں ہوا جس کے انعقاد سے قبل طول و عرض ہند میں بہ بانگ دہل اعلان کیا گیا ہو یا جو جلسہ عین بر سر راہ یا بر سر منظر عام ہوا ہو۔ اور کشمیر کمیٹی سے اختلاف رکھنے والے کسی بزرگ نے بھی آج تک کمیٹی کے خلاف یہ شکایت پیش نہیں کی کہ اس کے جلسے کسی بند کمرے میں ہوتے ہیں۔ وزیر خاں کے چوک یا ملکہ کے بت والے [illegible] نہیں ہوتے تاکہ ہر آئندہ و رونده ان سے استفادہ کر سکے۔

اعتماد عامہ کا معاملہ

جدید کشمیر کمیٹی پر مختلف اسلامی حلقوں کی طرف سے اعتماد کا جو اظہار ہوا ہے ہمیں اس پر رنج نہیں بلکہ خوشی ہے، اور

مظلومین کشمیر کی اعانت کے لئے اگر دس اور کمیٹیاں بن جائیں اور ان پر مسلمان اظہار اعتماد کریں تو ہمیں خوشی ہوگی رنج نہ ہوگا اس لئے کہ ہمارا مقصود محض یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کی اعانت و امداد کا فرض ادا ہو۔ لیکن اتنا عرض کر دینا غالباً بے محل نہ سمجھا جائے گا کہ سابقہ کشمیر کمیٹی کے ارکان (جن میں سے بادن غیر احمدی اور صرف گیارہ احمدی ہیں) کی اکثریت نے جدید کمیٹی کے بانیوں سے اتفاق نہیں کیا بلکہ پہلی کشمیر کمیٹی پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اور اسے اپنا کام بہ دستور جاری رکھنے کی ہدایت کی ہے۔

باقی رہا اہل کشمیر کے اعتماد کا معاملہ تو ہمیں پورا یقین ہے کہ اہل کشمیر میں سے بھی جتنے بزرگ مخلص کارکنوں کی حیثیت میں منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان میں سے کسی کو پہلی کشمیر کمیٹی سے اختلاف نہیں بلکہ وہ اس کے کام اور سرگرمی و وسعت امداد کے معترف ہیں۔ ہمیں تو ایسی مثالیں بھی معلوم ہیں کہ جب اہل کشمیر نے کسی جماعت کے خاص طرز عمل سے اختلاف کیا تو اس اختلاف کو بالکل نظر انداز کر کے اپنی مرضی کے مطابق کام شروع کر دیا گیا لیکن ہم "زمیندار" کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم کسی ایسی روش کے مؤید نہیں ہو سکتے جب ہمیں یقین ہو جائے گا کہ رہنمایان کشمیر کی اکثریت کو کشمیر کمیٹی کے کام پر کوئی اعتراض ہے تو ہم یا تو اس کی تلافی کر دیں گے یا خود کمیٹی سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ ہمارا مسلک یہ نہیں کہ اہل کشمیر کو اپنی خواہشات کے تابع رکھیں بلکہ ان کی ضرورت اور حالات کے اقتضا کے مطابق ان سے استصواب کر کے امداد کا کام انجام دیں۔ نیز ہم اس بات کے لئے تیار ہیں کہ "زمیندار" جدید کمیٹی پر اعتماد کا جو پروانہ اہل کشمیر سے حاصل کرے گا ہم ویسا ہی پروانہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق پیش کر دیں گے۔

یہ اور پروا منع کیا جا چکا ہے کہ کمیٹی میں "مرزا صاحب کے مریدان خاص" کی نہ محض "غالب اکثریت" ہی نہیں بلکہ "غالب اقلیت" ہے۔ اور زیادہ تعداد انہی اصحاب کی ہے جو بقول "زمیندار" بھولے بھٹکے مسلمان ہیں۔ اگرچہ وہ کسی وجہ کی بنا پر بھی قادیانیوں کے "دام تزویر" کے شکار نہیں ہوئے۔

آخری گذارش

آخر میں صرف اتنی گذارش ہے کہ اگر "زمیندار" آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے تعاون نہیں کر سکتا تو اسے تعاون کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا لیکن کیا وہ اس باب میں خاموش بھی نہیں رہ سکتا؟ جس حد تک امداد مظلومین کشمیر کا تعلق ہے۔ اس حد تک کسی محب کشمیر کو اختلاف نہیں ہونا چاہیئے "زمیندار" جدید کمیٹی کو ضروری سامانوں کا مرکز و مرجع بنا دے جن لوگوں کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے تعلق ہوگا وہ اس کے کام کو تقویت پہنچائیں گے اور ظاہر ہے کہ دونوں میں تصادم کی کوئی وجہ نہیں۔ اور نہ اس باب میں قادیانی تبلیغ کا کوئی موقع ہے نہ کوئی گنجائش ہے۔ خاص طور پر اس لئے کہ انتہائی ذمہ داری کے عہدے غیر احمدیوں کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔

ہم ذاتی طور پر قادیانیت کی تبلیغ کی ہر موقع پر سخت سے سخت مخالفت کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک قادیانی عقائد صحیح نہیں ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جہاں مشترکہ مقاصد کے لئے کام کا موقع ہو وہاں مقررہ معین دائرے میں تعاون سے انکار کریں۔ یہ ہمارا سوچا سمجھا ہوا مسلک ہے۔ اور ہماری پختہ رائے ہے کہ جو مسلمان اس مسلک کا مخالف ہے اور مسلمانوں کے غیر مذہبی مشترکہ کاموں میں فرقہ بندی کا سوال اٹھاتا ہے اگرچہ خالص غیر مسلموں سے اتحاد مقصد و عمل کا دعوے دار ہے وہ امت میں ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کرتا ہے جو خدانخواستہ ذرا آگے بڑھا تو ملت اسلامیہ ہند نہیں معلوم کتنے ٹکڑوں میں بٹ جائے گی۔ اور اس کا جو نتیجہ نکلے گا اس کے تصور سے بھی ہمارے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ دلی دعا ہے کہ خدا مسلمانوں کو اس مصیبت سے بچائے۔ ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ ہم "زمیندار" سے لڑنا نہیں چاہتے کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخالفت کے بجائے نئی کشمیر کمیٹی کو تقویت پہنچانے کی کوشش کرے اور اس طرح تصادم کے امکانات کا سدباب کر دے کیا ہم نے آج تک نئی کمیٹی کے خلاف کچھ لکھا ہے؟ لیکن اگر خدانخواستہ وہ اس سیدھے راستے کو اختیار نہیں کر سکتا تو پھر ہم اس کے سوا کیا عرض کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ہم پر اور ہماری اخبار نویسی پر رحم کرے۔ ۃ

سالانہ تبلیغی رپورٹیں ارسال فرمائیں

احباب کرام کو معلوم ہے کہ خاکسار (سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوۃ و تبلیغ) اکتوبر ۱۹۳۲ء سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اغراض و مقاصد کے سلسلہ میں سفروں میں رہا ہے اور نظارت دعوت و تبلیغ کے کام سے عملاً فارغ رہا ہوں۔ بدیں وجہ نہ تو میں جماعتوں کو تبلیغی ہدایات دے سکا ہوں۔ اور نہ میری سابقہ جاری کردہ ہدایات کے مطابق رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں۔ بلکہ اکثر جماعتوں کی طرف سے رپورٹوں کا آنا ہی قریباً قریباً بند ہو گیا ہے اندریں حالات اب سالانہ رپورٹ کی تیاری میں جس قدر مشکلات حائل ہو رہی ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ میری غیر حاضری میں بعض جماعتوں نے دفتر کے مطالبہ پر سالانہ رپورٹیں ارسال کیں۔ لیکن چونکہ رپورٹوں کا مطالبہ کرتے وقت رپورٹوں کی تیاری کے لئے کوئی خاص ہدایات نہیں دی گئیں اس لئے موصول شدہ رپورٹوں سے بھی چنداں فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان ہذا تمام جماعتوں سے بلا استثناء احدے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کی سالانہ رپورٹیں فوراً ایک ہفتہ کے اندر اندر تیار کر کے ارسال کر دیں۔ اگر کسی جماعت کے سکرٹری تبلیغ تبدیل ہو چکے ہوں۔ تو مقامی امیر یا پریذیڈنٹ یا جنرل سکرٹری کا فرض ہے۔ کہ وہ اس دوست کو یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کی تبلیغی رپورٹ لکھنے کے لئے مکلف فرمائیں۔ جو اس عرصہ میں اس عہدہ پر مامور رہے۔

تبلیغی رپورٹیں مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہونی چاہئیں۔

(۱) تعداد انصار اللہ درج رجسٹر (۲) انصار اللہ کے تعلیمی اجلاسوں کی سال زیر رپورٹ میں تعداد (۳) تعداد دیہات جو انصار اللہ کے زیر تبلیغ رہے۔ (۴) سال زیر رپورٹ میں کتنی بار انصار اللہ کے تبلیغی وفود بھیجے گئے (۵) پبلک جلسوں کی تعداد (۶) تبلیغ بذریعہ اشاعت یعنی پمفلٹ یا اشتہارات کس قدر تعداد میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جماعت کی طرف سے شائع کئے گئے۔ یا خرید کر مفت تقسیم کئے گئے۔ اور ان پر کس قدر رقم خرچ ہوئی (۷) تبلیغ اچھوت اقوام کے سلسلہ میں جماعت نے کیا کام کیا۔ اور کیا کامیابی ہوئی (۸) ہر دو ایام التبلیغ جو سال زیر رپورٹ میں آئے کس طرح گذارے گئے کسی قدر تفصیل دی جائے (۹) جماعت کی موافقت یا مخالفت اگر ہو رہی ہے تو کس رنگ میں اور مخالفت میں کون عنصر زیادہ تر احمدیوں کا مد مقابل ہے۔ اور اس کی مخالفت کے بداثر کو زائل کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی گئیں۔ (۱۰) سال زیر رپورٹ میں نومبائعین کی کیا تعداد ہے۔

میں مکرر عرض کر دوں۔ کہ چونکہ نظارت اعلیٰ کی طرف سے سالانہ رپورٹوں کی اشاعت کے لئے نظارتوں کی رپورٹوں کا فوری مطالبہ ہو رہا ہے۔ اس لئے رپورٹوں کی تیاری و ترسیل میں ایک ہفتہ سے زیادہ تعویق نہ کی جائے اور یہ بھی مکرر عرض کر دوں۔ کہ میرے اس اعلان کی مخاطب ہر جماعت ہے۔ خواہ وہ پہلے رپورٹ بھیج چکی ہے۔ یا نہیں نیز رپورٹوں کی تیاری میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔ کہ تبلیغی کام کو من حیث الجماعت دکھایا جائے۔ نہ کہ من حیث الافراد۔ ہاں اگر کسی صاحب نے کوئی خاص کام کیا ہو۔ تو ان کا ذکر کر دیا جائے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

مراسلات

مسلمانوں کی اصلاح
جماعت احمدیہ ہی کرسکتی ہے

بمبئی ۱۲ ستمبر۔ مکرم محمد اللہ بخش صاحب ضیاء آف پشاور چند دنوں سے اپنی والدہ صاحبہ کے علاج کے لئے بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کو تھوڑا عرصہ ہی ہوا۔ کہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس لئے ان سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ اس موضوع پر تقریر کریں۔ کہ وہ احمدی کس طرح ہوئے۔ چنانچہ حسب معمول جماعت احمدیہ کے ہفتہ واری اجلاس میں ۹ ستمبر کو انہوں نے تقریر کی۔ انکی تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

ضیاء صاحب نے بیان کیا۔ کہ میری طبیعت میں بچپن سے ہی یہ بات پائی جاتی تھی۔ کہ مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورت ہے ہمارا خاندان چونکہ بہت قدیمی اور بڑا خاندان ہے۔ اس لئے شروع میں جبکہ میں طالب علم ہی تھا۔ خان بہادر حاجی کریم بخش و دیگر اصحاب کے مشورہ سے ایک کمیٹی اس غرض کے لئے بنائی۔ کہ اپنے خاندان سے بدرسومات کو دور کیا جائے۔ مگر جب شادی غمی کا کوئی موقعہ آتا تو تمام معاہدات کو بالائے طاق رکھ کر سرکردہ آدمی ان رسومات کو جو رائج چلی آتی تھیں۔ ادا کرتے۔ پھر ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ تمام مسلمانوں کی اصلاح کی جائے مگر آپس کے اختلاف کی وجہ سے یہ کمیٹی بھی ناکام رہی۔ پھر ایک جمیعۃ اتحاد و ترقی قائم کی گئی۔ مگر وہ بھی نہ چل سکی جب کانگرس نے سول نافرمانی شروع کی۔ تو جمیعۃ اتحاد و ترقی کے کچھ لوگ اس میں مل گئے۔ پھر ایک جمیعۃ العلماء صوبہ سرحد قائم ہوئی۔ میرا خیال تھا۔ کہ یہ لوگ کام کرنے والے ہیں۔ اور یہ پاکیزہ جماعت ہے۔ اس لئے میں نے بھی اس سے اشتراک عمل کیا لیکن شرکت کے بعد میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ دنیا کی انتہا درجہ کی بداخلاقی ان میں پائی جاتی ہے۔ اور ان سے ملنے کے بعد یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہ سب اپنی اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے اس میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت عام لوگوں سے بھی بہت گری ہوئی تھی۔ کانگریس کمیٹی کو میں شروع سے ہی گمراہ پارٹی تصور کرتا رہا ہوں۔ اس کا سول نافرمانی کا پروگرام جسے آزادی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔ وہی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کر رہا ہے۔ خلافت کمیٹی بھی اپنے طریق کار کے لحاظ سے ایک گمراہ جماعت ہے۔ ایک مشرقی صاحب ہیں انہوں نے مسلمانوں کی سوشل اصلاح کے لئے ایک جماعت قائم کی۔ اور خاکسار اس کا نام رکھا۔ مشرقی صاحب کا دعوے تھا کہ میں مسلمانوں کو پانچ سال میں آزادی دلوادوں گا۔ اس خاکسار جماعت نے بھی تھوڑا بہت کام کیا۔ مگر اس میں بجائے خاکساری کے کبریائی پیدا ہوتی گئی۔ آخر یہ بھی ناکام رہی۔ اور میں احمدیت کی طرف متوجہ ہوا۔ احمدیت میں میں نے دیکھا کہ درحقیقت یہی ایک ایسی جماعت روئے زمین پر ہے۔ جو مسلمانوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہے۔ اور اسلام کا جو منتہائے نظر ہے۔ کہ اصلاح نفس کے ساتھ ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کی روح پیدا کی جائے۔ وہ اس میں موجود ہے اور اس جماعت میں شامل ہو کر انسان کو حقیقی خاکساری کی تعلیم ملتی ہے۔ جب کہ ایک احمدی دوسرے کی بھلائی کے لئے حق اور سچائی کی طرف بلاتا ہے۔ اور آگے سے گالیاں ملتی ہیں۔ تو اس پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے۔ کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں۔ مجھے حقیقی خاکساری احمدیت میں ہی ملی۔ میرے احمدی ہو جانے پر میرے رشتہ دار اور دوسرے لوگ بھی مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ میرے مزاج میں تلون ہے۔ حالانکہ میں اصل مقصد کی تلاش میں سرگردان تھا۔ جو مجھے احمدیت میں ملا۔ اور میری پیاس اس آسمانی پانی سے ہی بجھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے:۔ (خاکسار خواجہ محمد شریف سکرٹری جماعت احمدیہ بمبئی)

نامۂ حیدر آباد

جماعت احمدیہ میسور

کچھ عرصہ سے ریاست میسور میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق لوگوں میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ جیسا کہ ان کی مخالفت سے ظاہر ہے اس مخالفت سے ہم ڈرتے نہیں۔ بلکہ یہ تو نہایت خوشی کی بات ہے۔ الٰہی سلسلوں کی مخالفت ہی ان کی ترقی کا باعث ہوا کرتی ہے سلسلہ پر اعتراض بذریعہ اشتہارات کئے جاتے۔ اور جب ان کا جواب لکھا جاتا۔ تو پریس والے شائع کرنے سے انکار کر دیتے اس لئے جماعتہائے علاقہ میسور کو چندہ کر کے اپنا پریس خود خریدنا پڑا۔ اب اس سلسلے کے خلاف لٹریچر کا جواب مخالفین کو نہایت عمدگی سے دیا جا رہا ہے۔

ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کی آمد

چونکہ جماعت جنگلور کو غیر احمدیوں کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج موصول ہوا تھا۔ اس لئے جماعت مذکور نے چیلنج منظور کرتے ہوئے بتوسط الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نظارت دعوت و تبلیغ سے ایک مناظر کی درخواست بذریعہ تار کی۔ چنانچہ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ اس غرض کے لئے ۲۹ اگست کو سکندر آباد پہنچ گئے۔ جہاں جماعتہائے سکندر آباد و حیدر آباد نے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا۔ خادم صاحب نے یکم ستمبر ینگ مین ایسوسی ایشن کے ہفتہ واری اجلاس میں صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک نہایت مدلل تقریر کی۔ جو بے حد مقبول ہوئی۔ احمدیہ جوبلی ہال جہاں یہ تقریر ہوئی قریباً قریباً حاضرین سے پُر تھا۔ اس کے بعد ۲ ستمبر سے ۵ ستمبر تک خادم صاحب نے روزانہ پانچ بجے سے سات بجے شام تک احمدیہ جوبلی ہال میں مختلف الخیال لوگوں سے تبادلۂ خیالات کیا۔ خادم صاحب نے آصفیہ لائبریری کی بعض نادر کتب کا مطالعہ بھی کیا۔ اور کچھ حوالہ جات قلمی کتب مثلاً دیلمی وغیرہ سے نکالے۔ جو نہایت کارآمد اور مفید ہیں۔

جماعت احمدیہ حیدر آباد کا سالانہ جلسہ

جماعت حیدر آباد نے ملک صاحب کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا سالانہ جلسہ ۶ ستمبر سے ۹ ستمبر تک کیا۔ اس جلسے کے تین اجلاس تو ½۴ سے ½۶ بجے تک احمدیہ جوبلی ہال میں ہوئے۔ اور ایک اجلاس ½۲ سے ½۶ بجے تک احمدیہ لیکچر ہال میں ہوا۔ ان جلسوں میں علاوہ دوسرے مقامی مقررین کے ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے اور الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے تقاریر فرمائیں۔ حاضری بفضلہ تعالےٰ معقول رہی اور سامعین اچھا اثر لے کر گئے بعض حق پسند غیر احمدی احباب نے اظہار پسندیدگی بھی فرمایا۔

مختلف زبانوں میں تقریریں

اس دفعہ منتظمین جلسہ نے علاوہ اردو کے دوسری زبانوں میں بھی تقریریں رکھی تھیں۔ چنانچہ مولوی بہاؤالدین صاحب مولوی فاضل اور منشی فاضل نے عربی میں۔ مسٹر علی محمد۔ الہ دین صاحب ایم۔ اے ایڈنبرا اور مسٹر حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی۔ علیگ نے انگریزی میں۔ نیز مولوی سرست حسین صاحب مبلغ نے تلنگی میں حاضرین کو مخاطب کیا

ایک نشان

ایک عرب اور ان کے ترک ساتھی نے احمدیہ جوبلی ہال کے نیچے دوکان پر بعض نوجوانان سلسلہ سے گفتگو کی۔ دوران گفتگو میں عرب صاحب بہت تیز ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان پاک میں گستاخی پر اتر آئے۔ جس روز کا یہ واقعہ ہے۔ اس سے دوسرے دن کی صبح کو ان کا ترک ساتھی استغفار پڑھتا ہوا آیا اس کے چہرے سے خوف کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے بیان کیا کہ یہاں سے جاتے ہی اس کے عرب ساتھی کو ایک زہریلے سانپ نے ڈس لیا۔ اور وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر اس عالم سے رخصت ہو گیا۔ ترک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں ہدایت دے

سلسلہ کے آنریری مبلغین:۔ یہاں کے لوگ رپورٹ بھجوانے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ تبلیغ کا کام باقاعدہ ہو رہا ہے۔ تبلیغ کا شوق ہمارے دوستوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایک احمدی حجام اور دوسرا پارچہ باف جن کی دوکانیں ترپ بازار میں ایک دوسرے سے متصل ہیں تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ حجام کی دوکان کو یہاں اصلاح خانہ کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ تبلیغ احمدیت کی تڑپ رکھنے والے بھائی ظاہری اصلاح بناتے ہوئے روحانی اصلاح کے لئے بھی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے دوست صدیق حسن صاحب جو پارچہ بافی کے علاوہ پارچہ فروشی بھی کرتے ہیں۔ یتامیٰ کے لئے لباس مہیا کرتے ہیں وہاں پیغام حق پہنچاتے ہوئے لباس تقوےٰ بلاقیمت دیتے پھرتے ہیں (نامہ نگار)

جناب جمعدار نواب الدین صاحب مرحوم

الفضل میں جمعدار نواب الدین صاحب کی ناگہانی وفات کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اس قسم کی اچانک موت اپنے اندر ایک قسم کی شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ مرحوم ایک عرصہ تک صیغہ دعوت و تبلیغ میں کارکن رہے۔ جماعت کی مالی تنگی کی وجہ سے حسابات رکھنے والے کلرک کو بعض خاص مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ خصوصاً جبکہ تنخواہوں کی ادائیگی میں غیر معمولی تاخیر ہو جائے۔ لیکن ان تمام حالات میں جناب جمعدار صاحب مرحوم ایک پختہ کار اور سلسلہ کے مخلص فرزند ثابت ہوئے۔ انہوں نے قومی اور جماعتی مصالح کے لئے شخصی تعلقات کو قربان کرنے میں کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے مگر وہ غلطی بھی کس قدر خوبصورت اور قابل قدر ہے جس کی بنیاد اخلاص اور نیک نیتی پر ہو۔

میں نے دیکھا۔ کہ جمعدار صاحب کو قرآن مجید سے خاص شغف تھا۔ درس القرآن میں بالالتزام حاضری کے علاوہ ہر وقت کسی نہ کسی آیت کو زیر تدبر رکھتے۔ اور جب کبھی دفتر کے اوقات میں بھی وقفہ ملتا۔ تو جھٹ قرآن مجید کی آیت کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع کر دیتے۔ طبیعت میں نکتہ سنجی تھی۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات کا وارث بنائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفادار صحابہ میں جگہ دے۔

خاکسار رحمت اللہ دتا جالندھری

فیروزپور کے احمدی نوجوانوں کی ایسوسی ایشن

جماعت فیروزپور کے چند احمدی نوجوانوں نے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن قائم کی۔ جس کا مقصد احمدی نوجوانوں کی صحیح دینی تربیت کر کے ان کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے طیار کرنا ہے۔ سردست اس کے مندرجہ ذیل عہدیدار مقرر ہوئے ہیں۔ مرزا خلیل احمد صاحب وائس پریزیڈنٹ۔ پیر صلاح الدین صاحب جو اس انجمن کے روح رواں ہیں۔ سکرٹری مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی مولوی فاضل جائنٹ سکرٹری۔ دعا ہے کہ احمدی جماعت کے یہ ہونہار بچے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں

(نامہ نگار)

گوجرانوالہ میں آریہ صاحبان کو دعوتِ اسلام

گوجرانوالہ ۱۲ ستمبر۔ آج ایک ٹریکٹ مسمی بہ "آریہ دہرم پر تبصرہ اور فضیلت اسلام" تالیف کردہ مرزا محمد شریف بیگ۔ نائب مہتمم تبلیغ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ۔ پبلک میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مضمون میں اصولی بحث کی گئی ہے۔ اور آخر میں حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام درج ہے۔ آٹھ صفحات کا ٹریکٹ ہے۔ صرف پانچ سو کاپیاں زائد چھپوائی گئی ہیں۔ خواہشمند ایک پیسہ فی ٹریکٹ کے حساب سے ٹکٹ یا منی آرڈر بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔

(نامہ نگار)

رشتہ ناطہ کے متعلق فیصلہ

مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ "تین سال تک کوئی احمدی لڑکا غیر احمدیوں میں شادی نہ کرے۔ سوائے مستثنیات کے"۔ یہ معاملہ پھر مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء میں پیش ہوا۔ اور حضور نے دوبارہ جو فیصلہ فرمایا۔ یہ ہے کہ ۱۹۳۴ء تک ایسی شادیاں (کوئی احمدی لڑکا غیر احمدی لڑکی سے شادی نہ کرے۔) نہ کی جائیں۔ اس کے بعد بھی اگر اس ممانعت کی ضرورت ہو۔ تو امور عامہ اس سوال کو پھر پیش کرے۔

پس اس فیصلہ کی ہر جگہ پوری احتیاط کے ساتھ پابندی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ احمدی لڑکیوں کے لئے رشتوں کے متعلق بہت مشکلات درپیش ہیں۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

تعاونی سکیم کے متعلق اعلان

میں تعاونی سکیم کے متعلق پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں اب پھر لکھتا ہوں۔ کہ سب نمایندگان کو تعاونی سکیم کی ایک ایک کاپی بھجوائی جا چکی ہے۔ اگر کسی نمایندہ یا کسی جماعت کو نہ پہونچی ہو۔ تو فوراً اطلاع دے کر منگوا لیں۔ یکم اگست کو یہ سکیم بھجوا دی گئی تھی۔ مہینہ ختم ہو چکا ہے۔ مگر بعض چند اصحاب کی طرف سے سکیم بعد مشورہ آئی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ جلد واپس فرمائیں۔

بعض دوست اصل سکیم واپس نہیں کر رہے۔ بلکہ ایک ورق پر ایک دو سوالوں کے جوابات لکھ دیتے ہیں۔ یہ بھی درست نہیں سکیم کا نصف حصہ آپ صاحبان کی رائے کے لئے خالی چھوڑا گیا ہے۔ اس پر ہر ایک آئیٹم کے متعلق اپنی اپنی رائے لکھ کر بھجوایا جائے۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

تلاش ملازمت

میرے ایک عزیز ایف۔ اے پاس شارٹ ہینڈ ٹائپسٹ کرسچن کالج گورنمنٹ لدھیانہ کے تعلیم یافتہ بیکار ہیں۔ اگر کوئی دوست

علی بیگ میرپور کے مقدمہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وکلاء کی امداد

میرپور ۔ ۱۵ ستمبر۔ ڈاکٹر امام الدین صاحب جنرل سکرٹری مسلم ایسوسی ایشن میرپور حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں مسٹر عبدالحی صاحب نے جو کسی اقبال کمیٹی کی طرف سے بھیجے یہاں بھیجے گئے تھے۔ مقدمہ علی بیگ میں بعض ملزمین کی طرف سے جو پہلے ہی ضمانت پر رہا ہیں۔ بحث کی۔ اور پھر لدھیانہ چلے گئے۔ جمعرات کو شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور ثانی نے جو اصل کشمیر کمیٹی کی طرف سے یہاں متعین ہیں۔ ملزمین کی خاص درخواست پر ان کی کثیر التعداد کی طرف سے بحث شروع کی۔ اندازہ ہے کہ آپ مزید پانچ یوم تک اس بحث کو جاری رکھینگے۔ چوہدری یوسف خان صاحب گورداسپوری جو اصل کشمیر کمیٹی کی طرف سے ملزمین کے مقدمہ کی پیروی کے لئے مقرر ہیں۔ اور جنہوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ پورا ایک سال اس مقدمہ کو مرتب کرنے میں صرف کیا۔ شیخ بشیر احمد صاحب کو امداد دے رہے ہیں۔

جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی کونسل کی روئداد

سری نگر۔ ۱۶ ستمبر۔ محمد سعید صاحب سکرٹری کی طرف سے حسب ذیل تار بنام الفضل موصول ہوا۔

جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ اور جنرل کونسل کے اجلاس گذشتہ شب اختتام پذیر ہوئے۔ موثر فیصلے کئے گئے ہیں۔ گلینسی کمیشن کی سفارشات پر حکومت نے جو کارروائی کی ہے۔ اس پر غور کیا گیا۔ اور اسے بالکل ناکافی پایا گیا۔ بالخصوص ملازمتوں میں مسلمانوں کی نیابت کے بارہ میں۔ اس سوال پر پوری طرح غور و خوض اور مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کر نیکے لئے موثر ذرائع تجویز کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔ جاگیر۔ چک اور نوتوڑ زمین کا مسئلہ مسلم کاشتکاروں پر بری طرح اثر انداز ہو رہا ہے نذرانہ کی رسم کی تنسیخ اور گنڈ چھاؤنی کا رقبہ مسلمانوں کو عنایت کرنے کے متعلق مہاراجہ بہادر کے احکام کی تعریف کی گئی۔ اور آپ کی سالگرہ کی تقریب کے افتتاح کے متعلق مبارکباد کا ریزولیوشن پاس کر کے بذریعہ تار آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے ۱۴ ستمبر کو پونہ سے ایک بیان جاری کیا۔ جس کا ملخص یہ ہے کہ ۲۳ اگست کو قید سے میری غیر متوقع رہائی کے بعد سے تاریکی مجھے احاطہ کئے رہی اور مجھے نظر نہ آتا کہ بجاآوری فرض کا راستا کونسا ہے۔ میرے سامنے سوال یہ تھا کہ آیا مجھے صحت کے بحال ہوتے ہی دوبارہ جیل میں چلے جانا چاہیئے یا سزائے قید کے ایک سال تک کوئی خلاف قانون کارروائی نہیں کرنی چاہیئے۔ طویل غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ مدت قید کے اختتام یعنی آئندہ ۳ اگست تک مجھے جارحانہ سول نافرمانی اختیار کر کے قید نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر اس عرصہ میں مجھے گرفتار کر لیا گیا اور ہریجنوں کے لئے کام کرنے کی کھلی اجازت دینے سے انکار کیا گیا۔ اور میں نے برت رکھا تو میں بغیر کسی شرط کے پران تیاگ برت رکھ کر جان دیدونگا۔ آپ نے اپنے بیان میں اسی امر کو بھی واضح کیا ہے کہ میں جب تک آزاد ہوں۔ ان لوگوں کی رہنمائی سے باز نہیں رہ سکتا جو میرا مشورہ طلب کریں۔ نیز میں قومی تحریک کو غلط راستہ پر جانے سے روکونگا

پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی جی کے مابین جو گفت و شنید ہو رہی تھی۔ اس کے نتیجہ کے طور پر پنڈت جواہر لال نے اعلان کیا ہے کہ سرمایہ داروں کے طبقہ کی اقتصادی بدحالی کے موجودہ ایام میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ پہلے قومی تحریک کے لئے ایک واضح اقتصادی پروگرام مرتب کیا جائے اس کے لئے اگر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کی ضرورت پیش آئی۔ تو میں بخوشی ایسا اجلاس طلب کرونگا۔ لیکن موجودہ حالات میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس طلب کرنے کے راستہ میں بہت سی مشکلات حائل ہیں۔

کابل سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ برطانوی سفارتخانہ کابل کے تین ارکان کو گذشتہ ایام میں جس افغان نے قتل کیا تھا۔ اس کا نام محمد عظیم ہے۔ اور اسے سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا ہے۔

استنبول کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ٹرکی اور یونان کے مابین ایک اہم معاہدہ ہوا ہے۔ جس پر ہر دو حکومتوں کے نمایندوں نے دستخط کر دئے ہیں۔ معاہدہ کا اہم مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی تیسری طاقت متعاہدہ فریقین میں سے کسی ایک پر حملہ آور ہو تو دوسرا فریق اس کو اس کی مدافعانہ سرگرمیوں میں امداد دے۔ نیز اس معاہدہ کے رو سے بین الاقوامی کانفرنس میں ترکی نمائندے یونان کی نمائندگی اور یونانی نمائندے ٹرکی کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دے سکیں گے۔

کوئٹہ سے ۱۴ ستمبر کی اطلاع ہے کہ دریائے ارغنداب اور دریائے گنداب پر جو قندھار کے یمین و یسار بہتے ہیں پل تعمیر کئے جا رہے ہیں اور گورنر قندھار ذاتی طور پر اس سکیم میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ ان پلوں کی تعمیر تکمیل پذیر ہو جانے کے بعد چمن قندھار اور ہرات کے درمیان سڑک نکال کر سلسلہ آمد و رفت میں بہت سہولت پیدا کر لی جائے گی۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۱۴ ستمبر کو اسمبلی کے پاس کردہ قانون تحفظ صنعت پارچہ بافی کو منظور کرتے ہوئے ماہ مارچ تک اس میں توسیع کر دی گئی ہے۔

ایسوشی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ سر اکبر حیدری (حیدر آباد) اور سر منو بھائی مہتہ (بیکانیر) کے سوا جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی کارروائی میں شرکت کرنے کے لئے ہندوستانی ریاستوں کا کوئی نمائندہ دوبارہ انگلستان جانے کا ارادہ نہیں رکھتا

لارڈ ولنگڈن کے متعلق شملہ کی اطلاع ہے کہ آپ موجودہ پروگرام کے مطابق ماہ دسمبر میں حیدر آباد۔ میسور۔ کوچین اور ٹراونکور کا دورہ کریں گے۔

بندرگاہ کوچین کو ترقی دینے کی سکیم اور اس سے متعلق مختلف مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے ماہ اکتوبر کے اختتام یا آغاز نومبر میں بمقام دہلی ایک کانفرنس منعقد ہوگی حکومت ہند کے علاوہ حکومت مدراس ٹراونکور اور کوچین کے نمائندے بھی اس میں شریک ہونگے۔

جاپانی تجارتی وفد ۱۴ ستمبر کو کلکتہ پہنچا۔ حکومت بنگال کی طرف سے اراکین کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔

بلدیہ احمد آباد نے اس لائبریری کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے جو گاندھی جی نے اسے دی تھی۔ انہیں احمد آباد آنے کی دعوت دی تھی۔ ۱۴ ستمبر کی اطلاع ہے کہ گاندھی جی نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے۔ یہ تقریب ۲۱ ستمبر کو عمل میں آئے گی۔

ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے ۱۴ ستمبر کو موضع نورپور ضلع انبالہ کے ایک دولت مند بنیا کرپا رام کے مکان پر چھاپہ مارا۔ اتفاق سے بنیئے کی لڑکی جاگ اٹھی اور اس کے شور مچانے پر گاؤں کے تمام لوگ لاٹھیوں اور گنڈاسوں سے مسلح ہو کر باہر نکل آئے۔ گاؤں کے لوگوں اور ڈاکوؤں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی جس سے پندرہ دیہاتی ہلاک اور پچاس شدید طور پر مجروح ہوئے۔ ڈاکو سونے چاندی کے چھ ہزار سکّے اور کچھ زیورات لے کر فرار ہو گئے۔ ابھی تک ڈاکوؤں کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

ٹیلیفون کی مقبولیت کے پیش نظر شملہ سے ۱۲ ستمبر کی اطلاع ہے کہ اگلے ماہ دہلی اور لندن کے مابین بھی سلسلۂ ٹیلیفون جاری ہو جائے گا۔

حکومت جرمنی اور رومن کیتھولک چرچ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی دو دفعات نہایت اہم ہیں۔ ایک یہ کہ جرمنی میں ضمیر کے مطابق عقیدہ رکھنے کی ہر شخص کو اجازت ہوگی۔ دوسری یہ کہ پادریوں کو سیاسی معاملات میں دخل دینے کا حق نہ ہوگا۔

بحیرہ اوقیانوس میں واقع ایک جزیرہ ازارا کے باشندوں نے جو پرتگال کے ماتحت ہے۔ مسٹر روز ویلٹ صدر امریکہ کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم پرتگال کے خلاف بغاوت کرتے ہیں آپ ہم پر حکومت کیجئے اور ہمارے جزیرہ کو امریکن سلطنت میں ملا لیجئے۔ اس جزیرہ میں ۱۷ ہزار امریکن بستے ہیں۔ پریذیڈنٹ روز ویلٹ نے ۱۳ ستمبر کو نیویارک میں کہا کہ ان لوگوں نے کہا ہے کہ وہ خاموشی سے میرا حکم مانینگے۔

مہاشہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر ملاپ کے بیٹے مسٹر رنبیر سنگھ کو ۱۴ ستمبر بورسٹل جیل لاہور سے رہا کر کے میونسپل حدود لاہور میں نظر بند کر دیا گیا اور حکم دیا گیا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اجازت کے بغیر حدود شہر سے باہر نہ جاؤ۔

وبائے طاعون پنجاب میں نالہ سوتی سے شروع ہوگئی ہے۔ اب تک دو اموات بھی ہو چکی ہیں۔ چوہے بہت زیادہ مر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

ریاست قلّات کی مسند نشینی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بروہی خاندان کے مقتدر سرداروں کا ایک جرگہ ۱۹-۲۰ ستمبر کو قلات میں منعقد ہوگا۔ صاحبزادہ احمد یار خاں خلف دوم خان قلات اور عالم جان جو خان قلات کے چچا ہیں۔ جانشینی کے امیدوار ہیں۔

سری نگر سے ۱۳ ستمبر کی خبر ہے کہ میرپور کے تقریباً ۱۵ اچھوت خاندانوں نے بطیب خاطر و برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا۔

رائے بہادر بنارسی داس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں ایک درخواست اس مضمون کی دی تھی۔ کہ مسماۃ پریم کور پاگل ہو گئی ہے اور خطرہ ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ہلاک کر دے۔ اس امر کے ثبوت میں ڈاکٹری سارٹیفکیٹ بھی پیش کئے تھے۔ مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پریم کور کو صحیح الحواس تسلیم کرتے ہوئے ۱۴ ستمبر کو رائے بہادر کی درخواست خارج کر دی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی